WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مل نہیں سکتا خدا اُن کا وسیلہ چھوڑ کر ﴿وسیلہ کا ثبوت قرآن وسنت واکابرین کے اقوال کی روشنی میں﴾

اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور نیک بندوں کو وسیلہ بنانا اور اُن سے مدد مانگنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ حضرات ہماری مدد کر سکتے ہیں بلاشبہ جائز ہے، اور قرآن کریم وشریعت کی رو سے اور علمائے دین کے اقوال سے ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے۔ اور یہی اہل حق کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام واولیاء کرام سے مدد مانگنا اُن کو اللہ تعالیٰ کا مظہر جان کر بالکل بالکل جائز حکم ہے اور اس میں سوائے کچھ "مکاتب فکر" کے کسی کو اختلاف نہیں۔

اور اسی کے ضمن میں چند دلیلیں قرآن وسنت واکابرین امت اور خود انہی مکاتب فکر کی تحریریات سے بھی واضح کروں گا۔

سمجھ میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے مگر
تیرے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے

قرآن مجید سے استدلال

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ آیت کس خبر کی ہے
﴿امام عشق ومحبت (رضی اللہ عنہ)﴾

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وابتغوا الیه الوسیلة☆

ترجمہ : اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔﴿سورہ مائدہ، پارہ ۶، آیت نمبر ۳۵﴾

اس آیت میں وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم فرمایا گیا ہے، اور یہاں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ صرف زندہ آدمی کا وسیلہ پکڑ و یا صرف انبیاء کرام پکڑنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ہر نیک ہستی کا وسیلہ پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے ورنہ اگر صرف حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ مانگنا جائز ہوتا تو اس آیت میں اس کی قید ہوتا لیکن وسیلہ تلاش کرنے کے حکم سے معلوم ہوا کہ ہر نیک بندے کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے اور وسیلہ کا انکار گویا قرآن مجید کا انکار ہے۔

نیز کہ اس آیت مبارکہ کے بارے میں تفسیر کشاف میں ہے کہ:

وهی شاملة للذوات والاعمال لان الوسیلة کل مایتوسل به ی یتقرب به الی الله . ﴿تفسیر کشاف ' زمحشری متوفی ۵۳۸ھ﴾

یعنی وسیلہ ذات اور اعمال دونوں کو شامل ہے اس لیے کہ وسیلہ ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے۔

وقال لهم نبیهم ان ایة ملکه ان یاتیکم التابوت فیه سکینة من ربکم وبقیة مما ترک ال موسیٰ وال هرون تحملة الملئکة﴿ط﴾

ترجمہ:۔ بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک طالوت آیگا جس میں تمہارے رب کی طرف دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کو اُٹھائے ہوئے ہوں گے اس کو فرشتے۔ ﴿سورئہ بقرة،پارہ ۲ ،آیت نمبر ۲۴﴾

﴿مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر حدیث مبارکہ سے﴾

اسی آیت کی تفسیر میں ابن جریر وابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

قال وبقیه مما ترک ال موسیٰ عصاه ورضاض الالواح .

﴿جامع البیان (تفسیر ابن جریر)تحت آیة ۲۴۸/۲المطبعة الیمنیه مصر ۳۶۶/۲﴾

ترجمہ:۔ تابوت سکینہ میں تبرکات مُوسویہ سے ان کا عصا تھا اور تختیوں کی کُرچیں۔

وکیع بن الجراح وسعید بن منصور وعُبید وابن ابی حاتم وابوالصالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ فرمایا:۔

''تابوت میں موسیٰ علیہ السلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے من کہ بنی اسرائیل پر اترا اور یہ دعائے کشائش:

لا اله الا الله الحلیم الکریم وسبحن الله رب السموٰت السبع ورب العرش العظیم والحمد الله رب العالمین.

﴿تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم ،حدیث ۲۴۸۴ . ۲۴۸۶ ،مکتبه نزار مکة المکرّمة

﴿۲/۰ ۷ ۴﴾

﴿اکابرینِ امت کی تفاسیر سے﴾

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن، تفسیر روح البیان، تفسیر مدارک اور جلالین شریف اور اسی طرح دوسری تفاسیر میں لکھا ہے کہ تابوت ایک شمشاد کی لکڑی کا صندوق تھا جس میں انبیاء کی تصاویر (یہ تصاویر کسی انسان نے نہ بنائی تھیں) ان کے مکانات شریفہ کے نقشے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور ان کے کپڑے اور آپ علیہ السلام کے نعلین شریف اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصاء اور ان کا عمامہ شریف وغیرہ تھا۔ بنی اسرائیل جب دشمن سے جنگ کرتے تو برکت کے لئے اس کو سامنے رکھتے جب خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے تو برکت کے لئے اس کو سامنے رکھ کر دُعا کرتے تھے۔﴿معالم التنزیل علی ہامش تفسیر خازن ،تحت آیۃ ۲/۲۴۸ ،مصطفےٰ البابی ،بصر ، ۱/۲۵۷﴾

اور آج بھی اسی طرح کی کافی مثال زندہ ہیں جو کہ خود مخالفین بھی کرتے ہیں جیسے آبِ زم زم جو کہ ایک نبی علیہ السلام یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑھی سے جاری ہوا ہے۔اور آج نہ صرف بدمذہب اسے استعمال کرتے ہیں بلکہ برکت کے لئے اس میں مزید پانی ڈال کر مریضوں کو بھی پلاتے ہیں تو ہم کہتے ہیں جب ایک نبی کے پاؤں سے جاری شدہ پانی میں اتنی تاثیر ہے تو کیا انبیاء و اولیائے کرام سے وسیلہ پکڑنے میں کیا مضائقہ ہے۔﴿راقم الحروف﴾

وکانومن قبل یستفتحون علی الذین کفرو فلم جائھم ماعرفو کفروابہ٥﴿البقرۃ: ۸۹﴾

ترجمہ:۔ یعنی اہل کتاب یہودنبی (ﷺ) کے وسیلہ سے اہل کفر کے مقابلہ میں فتح مانگا کرتے مگر جب یہ نبی (ﷺ) تشریف لائے تو یہ انکار کر بیٹھے۔

ولو انھم اذظلمو انفسھم جائوک فاستغرو اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدو اللہ توابارحیما٥﴿النساء: ۹﴾

ترجمہ:۔ اگر وہ لوگ پنی جانوں پر ظلم کریں، پھر آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے مغفرت ک سوال کریں، اور آپ بھی ان کے لیے بخشش مانگیں تو یقیناً وہ لوگ للہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربن پائیں گے۔

﴿اپنی وحدانیت کا اقرار اور نبی (ﷺ) سے﴾

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

قل هو الله احدٌ   کہہ دو اللہ ایک ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں بظاہر تو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ کہ اے محبوب تم کہہ دو اللہ ایک ہے، وہی بھروسے کے لائق ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہماری بحث پہلے کلمہ "قل" کے متعلق ہے، کہ تم فرمادو۔ یعنی اے میرے محبوب ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی تعریف آپ کے منہ سے سنیں، (اس طرح ایک دنیاوی مثال پیش ہے کہ جب بچہ بولنے لگتا ہے، تو ہم اسے کلمہ پڑھواتے ہیں یا اس کو کہتے ہیں یہ کہو حالانکہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں لیکن اُس بچے کی محبت میں ہم اُسے کہتے ہیں کہ "تم کہو"۔) گویا معلوم ہوا کہ کلام ہمارا ہو اور محبوب زبان آپ کی ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ خود بھی فرما سکتا تھا کہ میں ایک ہوں، تو معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ خود اپنی وحدانیت کے لئے اپنے محبوب کو وسیلہ بناتا ہے، تو کیا انبیاء کرام اور نیک بندوں کو وسیلہ بنانا ناجائز ہے؟

ایک شبہ :۔

نوٹ :۔ اللہ تعالیٰ وسیلے کے محتاج نہیں، بلکہ اِس آیتِ مبارکہ کے ذریعے بندوں کو تعلیم دینا مقصود، دوم، یہ بھی کہ تاکہ بندوں پر میرے محبوب (ﷺ) کی عظمت ظاہر ہو،

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
﴿امامِ عشق و محبت اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ)﴾

﴿احادیث مبارکہ سے ثبوت﴾

"آدم علیہ السلام کا نامِ محمدی (ﷺ) سے توسل"

حدیث شریف میں ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے حضور اکرم (ﷺ) کا وسیلہ اختیار کیا۔ امام حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو آپ نے عرض کیا اے میرے رب! میں حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرت ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی میں نے ان کو پیدا نہیں کیا؟" عرض کیا اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا، مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اُٹھایا اور عرش

کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا: **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** (ﷺ) ۔ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس ذات (کے نام) کو ملایا ہے، جو مخلوق میں تجھے زیدہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم تو نے سچ کہا وہ میرے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے زیدہ محبوب ہیں۔ مجھے ان کے وسیلہ سے پکارو، میں بخش دوں گا۔ اور اگر حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا"۔ حاکم نے اسے مستدرک میں بیان کیا اور صحیح قرار دیا۔ ﴿حاکم نیشاپوری ابو عبد اللہ حافظ ،امام. المستدرک علی الصحیحین جلد ۲ صفحہ ۶۱۵ .مکتب المطبوعات الاسلامیہ بیروت، لبنان﴾

بعد از وصال بھی توسل :.

امام طبرانی یہ حدیث روایت کرتے ہوئے اس سے پہلے ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی ضرورت کے لیے حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں جاتا، لیکن آپ اس کی طرف توجہ نہ فرماتے اور نہ ہی اس کی حاجت کی طرف نظر فرماتے۔ اس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو اُس نے شکایت کی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا وضو کے لئے پنی لاؤ۔

پھر وضو کر کے مسجد میں جاؤ۔ دو رکعت نفل ادا کر کے پھر یوں کہو:

"**اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد (ﷺ) نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک فیقضی حاجتی**". ☆

"یا اللہ میں تجھ سے اپنے آقا محمد (ﷺ) جو نبیِ رحمت ہیں کے توسل سے سوال کرتا ہوں اور تیری جانب متوجہ کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ! بے شک میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ وہ میری ضرورت کو پوری فرمائے۔"

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر اپنی حاجت کا نام لینا۔ چنانچہ وہ شخص گیا اس نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر عمل کر کے وہی الفاظ کہے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا ۔ دربان اس کا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ اُس نے اپنی ضرورت کا ذکر کیا تو آپ نے اسے پورا کر دیا۔ پھر فرمایا تم

نے اس سے پہلے اپنی حاجت کا ذکر ہی نہیں کیا۔ نیز فرمایا جب بھی تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے ہمرے پاس آنا۔ وہ شخص وہاں سے نکلا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اُس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اگر آپ میرے بارے میں بات نہ کرتے تو کبھی بھی میری حاجت کو نہ دیکھتے اور نہ میری طرف متوجہ ہوتے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے ان سے گفتگو نہیں کی بلکہ میں حضور اکرم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک نابینا شخص آپ (ﷺ) کے پاس آیا اور اس نے اپنی نابینائی زائل ہونے کی شکایت کی۔ نبی اکرم (ﷺ) نے فرمایا تو صبر کرسکتا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! میری رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں اور میں سخت مشکل میں مبتلا ہوں۔ اس پر نبی اکرم (ﷺ) نے اس سے فرمایا وضو کے لیے پانی لو۔ وضو کرو پھر دو رکعتیں پڑھ کر یہ دُعا مانگو (جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم ابھی ہم مجلس سے جدا نہ ہوئے اور نہ ہی کوئی طویل گفتگو ہوئی کہ وہ شخص صحیح وسالم آنکھوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا۔ ﴿عبد العظیم بن عبد القوی ،منذری .الترغیب والترھیب جلد اول ،صفحہ ۴۷۳، ۴۷۴ ،مکتبہ المصطفےٰ البابی المصر .علی بن ابی بکر ھیثمی ،نور الدین ،مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۷۹ دارلکتاب بیروت ،لبنان﴾

جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر
زر ناخریدہ ایک ان کے گھر کی ہے
﴿امامِ عشق محبت اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ)﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، خیبر کے یہودیوں اور قبیلہ غطفان کے درمیان لڑائی تھی۔ جب مقابلہ ہوا تو یہودیوں کو شکست ہوگئی۔ چنانچہ انہوں نے دُعا مانگی یا اللہ! جس نبی امّی کے بارے میں تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ آخری زمانہ میں تُو انہیں ہمارے لیے ظاہر فرمائے گا، ہم اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ غطفان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی مقابلہ ہوتا تو وہ یہی دعا مانگتے اور غطفن کو شکست ہوجاتی۔ لیکن جب نبی اکرم (ﷺ) مبعوث ہوئے تو وہ آپ کے منکر ہوگئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وکانو من قبل یستفتحون علی الذین کفرو ۝ یعنی اے محمد (ﷺ) وہ آپ کے وسیلہ سے مدد طلب کرتے تھے لیکن آپ کی تشریف وری پر ایمان نہ لائے۔ ﴿محمد بن احمد انصاری ،قرطبی

﴿الجامع لاحکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۷ دار احیاء تراث العربی بیروت ۔لبنان﴾

حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) سے توسل

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل دُعا مانگتے اور یوں کہتے:

"الھم انا کنا تتوسل الیک بنبیک فتسقینا و انا تتوسل الیک بعم نبینا فاسُقِنَا."

ترجمہ:۔ یا اللہ ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی (علیہ السلام) کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو ہمیں بارش عطا فرماتا، اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے محبوب (علیہ السلام) کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں ہمیں بارش سے نواز دے۔" ﴿محمد بن اسماعیل بخاری، امام ،صحیح البخاری جلد اول صفحہ ۱۳۷ محکمہ تعلیم اسلام آباد﴾

اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوالفضل آپ بھی دعا مانگئے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح دعا مانگی:

الھم لم ینزل بلاء الا بذنب ولم یکشف الا بتوبة وقد توجه بی القوم الیک بمکانی من نبیک وھذہ ایدینا الیک بلذنوب ونواصینا بالتوبة فاسقنا .

یا اللہ! ہر بلا گناہوں کے باعث اتاری جاتی ہے اور بغیر توبہ کے کوئی بلا دفع نہیں کی جاتی۔ ساری قوم میرے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوئی ہے' کیونکہ مجھ کو تیرے نبی سے ایک خاص تعلق ہے۔ یہ ہمارے گنہگار ہاتھ اور ہمارے توبہ کرنے والی پیشانیاں تیرے حضور میں حاضر ہیں لہذا تو ہم لوگوں کو سیراب فرمادے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کے بعد پہاڑوں کی طرح بدلیاں ہر چہار طرف سے آگئیں اور خوب بارش ہوئی یہاں تک کہ زمین سیراب ہو کر سر سبز و شاداب ہوگئی۔ ﴿حاشیہ بخاری صفحہ ۱۳۷﴾

بیہقی نے مالک الدار سے روایت کی ہے اس روایت میں صاف ہے کہ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی (علیہ السلام) کی ذات اقدس کو وسیلہ بنایا تھا۔ ﴿بیھقی شعب الایمان﴾

صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ یعنی:

"انہوں نے ایک اُونی جبہ کسروانی ساخت نکالا اس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور فرمایا

یہ رسول اللہ (ﷺ) کا جبہ ہے امّ المومنین صدیقہ کے پاس تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا نبی (ﷺ) اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔ ﴿صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال انا الذهب والفضة الخ، قدیمی کتب خانه، کراچی، ۱۹۰/۲﴾

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی عقیدہ تھا، اور جب نبی کے کُرتے کو شفا کے لئے وسیلہ بنایا جاسکتا ہے تو کیا خود اُس نبی یا اُن کے غلاموں کو وسیلہ نہیں بنایا جاسکتا؟

ابن طلق یمامی کہتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی شکل میں حضور (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور (ﷺ) کو دیکھا، کہ آپ (ﷺ) اپنے سر انور کو دھو رہے ہیں۔ حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ بیٹھ جاؤ اور تم بھی سر دھولو۔ ابن طلق فرماتے ہیں۔ کہ حضور (ﷺ) کے ارشاد کے مطابق میں نے آپ کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا۔ اور پھر ایمان لے آیا۔ اور مسلمان ہوگیا، میں نے پھر حضور (ﷺ) سے عرض کی، یارسول اللہ! مجھے اپنی قمیص مبارک کا کوئی ٹکڑا عنایت فرمادیجئے، چنانچہ حضور (ﷺ) نے مجھے ایک ٹکڑا عطا فرمادیا۔ وہ ٹکڑا ابن طلق یمامی رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ جب کوئی بیمار پڑتا، تو وہ اس ٹکڑے کے وسیلہ سے شفا حاصل کرنے کے لئے اُسے پانی میں ڈال کر وہ پانی اس بیمار کو بلادیتے۔ ﴿حجة الله على العالمين صفحه ۲۶۲﴾

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور (ﷺ) سے بڑی محبت تھی اور وہ ہر اُس چیز کو جسے حضور (ﷺ) کی طرف نسبت ہوتی۔ دل و جان سے چاہتے تھے۔ اور حضور پر نور (ﷺ) کے جسم نور سے لگ جانے والے مبارک کپڑے کو بھی وہ دافع البلاء جانتے تھے۔ پھر جو لوگ خود حضور (ﷺ) کو ہی دافع البلاء ماننا شرک بتاتے ہوں۔ غور کیجئے وہ لوگ صحابہ کرام کے مسلک سے کس قدر دور ہیں۔

شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم

درد کو کر دو دوا تم پہ کروڑوں درود ﴿امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ)﴾

اب تبرکات کی عظمت کے متعلق بھی احادیث درج کی جارہی ہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''یعنی نبی (ﷺ) نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا، پھر ابوطلحہ انصاری رضی

اللہ عنہ کوبُلا کر وہ سب بال انہیں عطا فرمادیئے، پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابوطلحہ کو دیئے کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کردو"۔﴿صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان السنة یوم، قدیمی کتب خانه ،کراچی ۱/۴۲۱﴾

صحیح بخاری شریف کتاب اللباس میں عیسیٰ بن طہمان سے ہے:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نعل مقدس ہے۔﴿صحیح البخاری باب الجهاد ،قدیمی کتب خانه ،کراچی ۱/۴۲۱﴾

حضرت علی رضی الله عنه اور عقیده توسل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک اعرابی نے حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہو کر قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے دعا فرمائی۔ آپ کے دعا فرماتے ہی آسمان پر بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ گر ابوطالب ہوتے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی۔ کون ہے جو ہمیں ان کا قول سنائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ قصد ان اس شعر سے ہے۔

وابیض یستسقی الغمام لوجهه ثمال الیتٰمیٰ عصمه لا رامل. وہ گورے مکھڑے والا جس کے روئے زیبا کے واسطے ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ وہ یتیموں کا سہارا اور بیواؤں اور مسکینوں کا سرپرست!

یہ سن کر حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ نور خوشی سے چمک اٹھا۔﴿الجامع ،ج ۱ ص ۱۳۷﴾

حضرت امیر معاویه اور عقیده برائے توسل

علامہ ابن سعد علیہ الرحمۃ اسناد کے ساتھ حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان السماء قحطت فخرج معاوية بن ابی سفیان رضی الله تعالیٰ عنه واهل دمشق یستسقون فلما قعد معاوية علی المنبر قال این یزید بن الاسود الجرشی قال فناده الناس فاقبل یتخطیٰ فامره معاية فصعد المنبر فقعد عند رجلیه فقال معاوية الهم انا نستشفع الیک الیوم بخیرنا وافضلنا الهم انا نستشفع الیک بیزید بن الاسود یا یزید ارفع یدیک الی الله فرفع یزید یدیه

ورفع الناس ایدیهم فما کان اوشک ان ثارت سحابة فی المغرب وهبت لها ریح فسقینا حتیٰ کاد الناس لایتصلّون الیٰ منازلهم . ﴿طبقات ابن سعد جلد ۷ صفحہ ۴۴۴﴾

ترجمہ:۔ بارش نہیں ہوئی قحط پڑ گیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دمشق کے لوگ نماز استسقاء کے لئے نکلے۔ جب حضرت امیر معاویہ منبر پر بیٹھے تو فرمایا یزید بن اسود جرشی کہاں ہیں؟ راوی نے کہا کہ لوگوں نے انہیں پکارا تو وہ قدم بڑھاتے ہوئے نمودار ہوئے اور حضرت امیر معاویہ کے حکم سے منبر پر چڑھے اور ان کے قدموں کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر حضرت امیر معاویہ نے دعا کی کہ اے اللہ عزوجل! ہم تیری بارگاہ میں آج کے دن اپنی جماعت کے افضل اور بہتر شخص کو وسیلہ بناتے ہیں۔ اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں یزید بن اسود کو سفارشی ٹھہراتے ہیں۔ یزید! اپنے ہاتھوں کو خدا کی بارگاہ میں اٹھائیے۔ تو حضرت یزید نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے تھوڑی دیر بھی نہیں گذری کہ کہ پچھّم کی طرف بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس کے ساتھ ہوا بھی چلی اور ہم پر ایسی بارش ہوئی کہ اپنے گھروں تک پہنچنا دشوار ہو گیا۔

اکابرینِ امّت اور وسیلہ

امام عظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند کے کتاب الحج میں نافع سے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تم نبی کریم (ﷺ) کی قبر انور پر قبلہ کی طرآ ؤ اور اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف کرلو اور اپنا چہرہ قبر انور کی طرف پھیرلو۔ پھر کہو "السلام علیکم یا ایها النبی ورحمة الله وبرکاته" . ﴿مسند امام اعظم ، کتاب الحج﴾

اسی طرح امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قصیدہ نعمانیہ میں حضور (ﷺ) کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

انت الذی لما توسل بک ادم　　من زلة فاز وهو ابا کا

ترجمہ: آپ ہی وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ کامیاب ہوئے قبولیت دعا سے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔ ﴿قصیدہ نعمانیہ﴾

امام شافعی علیه لرحمة کا عقیدہ

علامہ خطیب بغدادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

ان الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ایام ھو ببغداد کان یتوسل بالامام ابی حنیفة رضی للہ تعالیٰ عنہ یجیئی الیٰ ضریحہ یزور فیسلم علیہ ثمّ یتوسل الی اللہ فی قضاء حاجة .☆

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن دنوں بغداد میں تھے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرتے۔ان کی قبر پر حاضر ہوکر اس کی زیارت کرتے انہیں سلام کرتے پھر اپنی حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔﴿تاریخ خطیب بغدادی جلد ۱ صفحہ ۱۲۳﴾

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفِ لطیف ''الصواعق المحر قہ میں صفحہ نمبر ۱۸۰ پر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ شعر بھی نقل کیا ہے جس میں آپ نے اہل بیت نبوت کو وسیلہ بنایا ہے۔

ال النبی ذریعتی وھم وسیلتی ارجوابھم اعطی غدا بید الیمن صحیفتی .

ترجمہ:۔آل نبی (ﷺ) کے دربار میں میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں مجھے میدہے کہ ان کے وسیلے سے کل بروز قیامت میرا نامہ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔﴿الصواعق المحرقہ﴾

امام احمد بن حنبل کا عقیدہ

حضرت علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے توسل کیا تو امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے تعجب کیا۔اس پر امام احمد نے فرمایا کہ حضرت شافعی ایسے ہیں جیسے لوگوں کے لئے سورج اور بدن کے لئے تندرستی۔﴿شواھد الحق﴾

امام مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین ابوجعفر منصور یعنی بنی عباس کا دوسرا خلیفہ جب حضور سید عالم (ﷺ) کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو اس وقت مسجد نبوی میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ موجود تھے۔خلیفہ منصور نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یا ابا عبد اللہ استقبل القبلة وادعو ام استقبل رسول اللہ (ﷺ) قل لم تصرف وجھک عنہ

وهو وسیلتک ووسیلة ابیک ادم علیه السلام الی اله بل استقبلة واستشفع به فیشفعه الله.

اے ابوعبداللہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کروں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منہ کروں؟ حضرت امام مالک نے فرمایا کس طرح تم اپنا چہرہ حضور کی طرف پھیر سکتے ہو حالانکہ وہ اللہ کی بارگاہ میں تمہارے اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں۔ لہذا تم حضور ہی کی طرف رخ کرو اور ان سے شفاعت طلب کرو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائیگا۔ ﴿شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۳۳﴾

حضور غوث اعظم کا عقیدہ

شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شیخ پیشوا ابو الحسن قرشی نے فرمایا کہ حضور غوث پاک (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔

اذا سالتم حاجة فاسئلوه بی ☆ جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔

﴿بهجة الاسرار صفحه ۲۳﴾

تبصرہ:۔ سبحان اللہ عزوجل مذکورہ بالا غوثِ پاک (رضی اللہ عنہ) کے اقوال سے یہ وہابیوں کا ردّ ہو جاتا ہے، جو غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کو وہابی ٹھہرانے پر مُصر ہیں۔

دلِ اعدا کو رضا تیز نمک کی دُھن ہے
اِک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا
﴿امامِ عشق ومحبت (رضی اللہ عنہ)﴾

غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے
زندہ پھر پاک ملّت کیجئے
﴿امامِ عشق ومحبت (رضی اللہ عنہ)﴾

صاحب فتح القدیر "حضرت امام کمال الدین ہمام حنفی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے اپنی حاجت پیش کرے پھر حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شفاعت کی درخواست کرے اور عرض اس طرح کرے۔

يا رسول الله اسئلک الشفاعة يارسول الله اتوسّل بک الى الله.

ترجمہ: یارسول اللہ (ﷺ)! میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں اور یارسول اللہ (ﷺ)! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ بناتا ہوں۔ ﴿فتح القدير 'جلد ۲ صفحہ ۳۳۷﴾

سبحان اللہ (عزوجل) امامِ عشق محبت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کیا خوب فرماتے ہیں۔

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے

کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے ﴿امامِ عشق ومحبت (رضی اللہ عنہ)﴾

حضرت امام نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

آپ کتاب الاذکار فی الاستسقاء میں رقمطراز ہیں کہ:

"مستحب ہے کہ جب لوگوں میں کوئی شخص صلاح وتقویٰ میں مشہور ہو تو اس کے وسیلہ سے بارش سے سیراب ہونے کی دعا کریں اور کہیں کہ

"انا نستسقى وتشفع اليک بعبدک فلان".

ترجمہ:۔ اے اللہ عزوجل! ہم تجھ سے تیرے بندے کے وسیلہ سے بارش سے سیراب ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

﴿کتاب الاذکار﴾

آپ نے اپنی کتاب "الایضاح" کے صفحہ نمبر ۴۹۸ پر بھی ذکر کیا ہے۔

امام حافظ ابوبکر بھیقی کا عقیدہ

آپ نے دلائل النبوۃ میں حدیث توسل آدم علیہ السلام اور دیگر روایات نقل کی ہیں اور انہوں نے اپنی کتاب میں موضوع روایات نہ لانے کا التزام کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی کا عقیدہ

آپ علیہ الرحمۃ نے "الخصائص الکبریٰ" میں حدیث توسل آدم علیہ السلام نقل کی ہے، اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ والی بھی کی ہے۔

امام حافظ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب الشفاء فی تعریف حقوقِ مصطفٰے‘‘ کے باب الزیارۃ میں اور باب ’’فضل النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)‘‘ میں بہت سی اس موضوع پر روایت کی ہیں۔

امام شیخ نور الدین قاری المعروف ملّا علی قاری کا عقیدہ

شرح شفاء کے مذکورہ بالا مقامات پر ان روایات کا ذکر کیا ہے۔

شارح بخاری امام حافظ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

آپ علیہ الرحمۃ نے ’’مقصد اوّل‘‘ میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

امام ابو الفرج ابن جوزی کا عقیدہ

الوفا میں مذکورہ بالا حدیث کا ذکر کیا ہے۔

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

شرح شفاء نسیم الریاض میں انہی مقامات پر توسل کا ذکر کرتے ہیں۔

علامہ شیخ محمد عبد الباقی کا عقیدہ

آپ مواہب کی شرح جلد اول صفحہ ۴۴ پر اس کا ذکر کرتے ہیں۔

حافظ ابو عبد اللہ حاکم کا عقیدہ

انہوں اپنی کتاب المستدرک علی الصحیحین میں حضرت آدم علیہ السلام کے وسیلہ اختیار کرنے سے متعلق حدیث نقل کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ایک اہم نکتہ:۔ اوپر مذکورہ دلائل وشواہد یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خاصانِ خدا (عزوجل) سے توسل کرنا شرک نہیں بلکہ باعث ثواب ہے اور یہی تعلیم ہمیں ہمارے اسلاف علیہ الرحمۃ نے بھی دی، لہذا ہمیں چاہئے کہ کسی بھی گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) واولیاء اللہ (عزوجل) کے پیرو کی تجاہلانہ واوہامیہ عقائد پر کان نہ دھرے۔ ایسے لوگوں سے بالکل قطع تعلق کرلے۔

بقول شاعر:

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشہءِ گندم کو جلا دو

کچھ تو ھے جس کی پردہ دار ھے۔ ﴿مخالفین توسل اپنے آئینے میں۔﴾

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

اب انشاء اللہ عزوجل آگے ہم ان کے عقائد کی مزید توضیح کریں گے، اور واضح بھی ہو جائے گا کہ یہ لوگ منافق بھی ہے، جن امور سے یہ منع کرتے ہیں خود بھی ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔

شیخ محمد بن عبدُالوھاب اور توسل

پڑھتا ہوں تو کہتی ہے یہ خالق کی کتاب
ہے مثلِ یہودی یہ سعودی بھی عذاب
اُس قوم کی تاریخ میں قمرؔ کیا لکھے
کعبے کی کمائی سے جو پیتے ہیں شراب ﴿قمر جلالی﴾

شیخ محمد بن عبدالوہاب (نجدی) سے پوچھا گیا کہ طلبِ بارش کے سلسلے میں علماء کہتے ہیں "صالحین سے توسل میں کوئی حرج نہیں۔ نیز امام احمد فرماتے ہیں: صرف نبی اکرم (ﷺ) سے توسل کیا جائے۔ جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں مخلوق کے توسل سے مدد مانگی نہ جائے۔"

شیخ نے کہا فرق بالکل واضح ہے اور یہ اس سے متعلق نہیں جس میں ہم بحث کرت ہیں۔

بعض لوگوں کا صالحین سے توسل کو جائز قرار دینا، بعض کا اسے نبی اکرم (ﷺ) سے مخصوص کرنا اور اکثر علماء کا اس سے روکنا، یہ فقہی مسئلہ ہے۔ اگر چہ ہمارے نزدیک جمہور کا قول صحیح ہے کہ یہ مکروہ ہے لیکن ہم وسیلہ اختیار کرنے والوں کو غلط نہیں کہتے کیونکہ اجتہادی مسائل کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ﴿ مطلب یہ کہ شیخ نجدی کہتا ہے کا کہنا ہے کہ جمہور کے

نزدیک توسل مکروہ ہے، قطعاً غلط ہے۔﴾

مزید آگے کہتا ہے، ہم اس شخص کو غلط کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں مخلوق کو زیادہ پکارے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دوسرے بزرگوں کے مزارات پر جانے کا قصد کرے اور وہاں عاجزی کرتے ہوئے صاحب قبر سے مصیبتوں کا ازالہ، مظلوم کی مدد اور خواہشات کا حصول چاہے۔

اس بات کا اس شخص سے کیا تعلق ہے، جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتا بلکہ اپنی دُعا میں کہتا ہے یا اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی (ﷺ) یا دیگر رُسل یا تیرے نیک بندوں کے وسیلہ سے دُعا کرتا ہوں یا کسی معروف یا غیر معروف قبر کے پاس جا کر دُعا مانگتا ہے لیکن صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ اور جس میں ہم اختلاف کرتے ہیں وہ الگ بات ہے۔

﴿محمد بن عبد الوهاب ،فتاویٰ محمد بن عبد الوهاب القسم الثالث صفحه ۶۸ جامعه امام محمد بن سعود حکومت﴾

وهابیوں کے شیخ ابن تیمیه کے عقائد

شیخ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "قاعدة جليلة في التوسل والوسيلة" میں "يايها الذين امنو اتقو الله وابتغو اليه الوسيلة". (اے ایمان والوں! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔) پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کی صورت یہ ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) پر ایمان لا کر اور آپ کی اتباع کر کے بارگاہِ خداوندی کی طرف وسیلہ اختیار کیا جائے۔

نبی اکرم (ﷺ) پر ایمان اور آپ کی فرمانبرداری کے ذریعے توسل ہر شخص پر ظاہر و باطن ہر حال میں فرض ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ میں ہو یا وصال کے بعد، آپ کے سامنے ہو یا پس پشت۔ جب کسی شخص پر حجت اسلامی قائم ہو جائے تو کسی عذر کی بناء پر بھی نبی اکرم (ﷺ) پر ایمان اور آپ کی فرمانبرداری کے ذریعے توسل ساقط نہ ہوگا۔ نبی اکرم (ﷺ) سے توسل اور آپ کی اطاعت کے بغیر رحمت خداوندی کے حصول اور عذاب الٰہی سے نجات کا کوئی راستہ نہیں۔ کیونکہ آپ مخلوق کے شفیع اور مقام محمود کے مالک ہیں جس پر اولین و آخرین رشک کریں گے۔ پس نبی

اکرم (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کرنے والوں سے زیادہ باعظمت اور مرتبہ ومقام کے اعتبار سے سب سے زیادہ بلند وبالا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے "کان عند اللہ وجیھا" وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند مرتبہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے "وجیھا فی الدنیا والاخرۃ" وہ دنیا وآخرت میں بلند مرتبہ ہیں۔"

نبی اکرم (ﷺ) تمام انبیاء ومرسلین میں سب سے زیادہ مرتبے والے ہیں۔ لیکن آپ کی شفاعت اور دُعا سے وہی شخص مستفید ہوسکتا ہے جس کے لیے آپ شفاعت فرمائیں اور دُعا مانگیں۔ پس جس کے لئے نبی اکرم (ﷺ) نے شفاعت فرمائی اور دُعا کی گویا اس نے آپ کی شفاعت اور دعا کو بارگاہِ خداوندی میں وسیلہ بنایا۔ جس طرح صحابہ کرام نبی اکرم (ﷺ) کی شفاعت اور دعا کو بارگاہِ الٰہی میں بطورِ وسیلہ پیش کرتے تھے اور جیسا کہ تمام لوگ قیامت کے دن آپ کی دُعا اور شفاعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس وپناہ میں توسل کریں گے۔

اسی طرح شیخ ابن تیمیہ کے فتاویٰ کبریٰ میں ہے

شیخ الاسلام سے پوچھا گیا کیا نبی اکرم سے توسل جائز ہے یا نہیں انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے لئے حمد وثناء ہے، نبی اکرم (ﷺ) پر ایمان لانے، آپ سے محبت کرنے، آپ کا حکم ماننے، آپ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ صلوۃ وسلام پیش کرنے، آپ کی دعا اور شفاعت، آپ کے اعمال مبارکہ اور آپ کی ذات اقدس سے متعلق بندگان خدا کے اعمال کے ذریعے توسل جائز ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ ﴿احمد بن تیمیہ ،شیخ .مجموع الفتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۴۰ ،حکومت سعودیہ﴾

حاصل کلام

شیخ ابن تیمیہ کے کلام سے دو باتیں ثابت ہوئیں:۔

﴿ نبی اکرم (ﷺ) کے اطاعت گذار، محبّ متبع اور آپ کی شفاعت کی تصدیق کرنے والے مسلمان کے لئے جائز ہے کہ آپ کی اطاعت، محبت اور تصدیق کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے کہ ہم نبی کریم (ﷺ) پر ایمان، اور آپ کی محبت اور آپ کے فضل وشرف کو وسیلہ بناتے ہیں اور یہی توسل کا مقصود اصلی ہے۔ یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی شخص نبی اکرم (ﷺ) کا وسیلہ کسی اور مقصد کے لئے اختیار کرے گا۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ وہ تمام

مسلمان جو وسیلہ مصطفیٰ (ﷺ) اختیار کرتے ہیں ان کا کوئی اور مقصد ہو۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ کبھی اس کی بات لانے اور آپ کی اتباع پر اعتماد کرتے ہوئے مقصد توسل کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ ﴿اس کی گفتگو سے مزید نکات بھی حاصل ہوئے ہیں، جن کا مطالعہ آپ ''مفاہیم یجب ان تصح'' جس کا ترجمہ توسل کی شرعی حیثیت میں مطالعہ کریں۔﴾

مولوی قاسم ناناتوی لوگوں کو عطا کرنے والے ھیں

تحذیر الناس میں نانا توی نے نبوت کا دروازہ کھولا، اور اس پر خود ان کے علماء کا بھی فتویٰ لگا، لیکن مندرجہ بالا عبرت میں نانا توی وہ الفاظ کہہ رہے ہیں جو حضور اکرم (ﷺ) نے اپنے لئے فرمائے تھے۔

''فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ مولانا گنگوہی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نانوتوی لاابالی' کہیں کی چیز پڑی ہے کچھ پرواہ نہیں۔ اس وقت ایک گروہ مولانا گنگوہی کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ حج کو چلیں گے۔ آپ نے فرمایا زادراہ بھی ہے؟ انہوں نے کہا ایسی ہی توکل پر چلیں گے۔ مولانا (گنگوہی) نے فرمایا جب جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم منیجر کے سامنے توکل کی پوٹلی رکھ دینا۔ بڑے آئے توکل کرنے، جاؤ اپنا کام کرو۔ پھر ان لوگوں نے حضرت مولانا نانوتوی سے کہا تو آپ نے اجازت دے دی۔ ع

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر ست

راستہ میں جو کچھ بھی ملتا وہ سب (نانوتوی صاحب) ان لوگوں کو دے دیتے۔ اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دے دیتے ہیں' کچھ تو اپنے پاس رکھیے تو فرمایا'' **انما انا قاسم واللہ یعطی**'' ﴿بیشک اللہ عطا کرنے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں﴾ اسی سفر میں مولانا گنگوہی نے نانا نوتوی سے فرمایا کہ صبح سے شام تک پھرتے ہو کچھ فکر بھی ہے؟ تو (نانوتوی نے) فرمایا کہ حضرت آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیا فکر ہے۔ ﴿صفحہ ۲۷۰' ۲۷۱ ارواح ثلاثہ مرتبہ اشرف علی تھانوی﴾

قارئین غور کریں، حضور (ﷺ) اور اولیائے کرام کیلئے اختیارات شرک ہیں اور ہم اُن سے توسل بھی نہیں کر سکتے لیکن، عجب ہے کہ:

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی بات چیت
بنتی نہیں خلق کو ہو کہ دیئے بغیر

اس کے علاوہ قاسم نانوتوی اپنے قصائد قاسمیہ میں لکھتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا   نہیں ہے بیکس قاسم کا کوئی حامی کار

اس میں تو قاسم نونوتوی نے حضور (ﷺ) سے مدد بھی مانگی اور عرض کیا آپ کے سوا میرا کوئی حامی نہیں،

مولوی رشید احمد گنگوھی

مولوی رشید احمد گنگوہی کے نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں

یارسول اللہ اُنظر حالنا   یا رسول اللہ اسمع قالنا

انني في بحر هم مغرق   خذيديسهل لنا اشكالنا

اور قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر

یا اکرم الخلق مالی من الوذ به   سواک عند حلول لحادث العمم

کے بارے میں کہا ہے اس طرح کے اشعار پڑھنا نثر یا ورد میں مکروہ تنزیہی ہے، کفر و فسق نہیں۔

تو معلوم ہوا کہ یہ شرک و بدعت نہیں بلکہ مکروہِ تنزیہی ہے نا کہ مکروہ تحریمی اور تنزیہی کا درجہ سب سے کم ہے۔

،اس کے علاوہ یکشنبہ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کے جنگ راولپنڈی میں خبر شائع ہوئی کہ صدر پاکستان محمد ایوب خاں صاحب جب امریکہ کے دورے پر کراچی سے روانہ ہوئے تو مولانا احتشام الحق صاحب دیوبندی نے صدر کے بازو پر امام ضامن باندھا اور ۱۰ جولائی ۶۱، دوشنبہ کے جنگ میں تو باقاعدہ مولانا کا فوٹو شائع ہوا جس میں آپ صدر کے بازو پر امام ضامن باندھ رہے تھے۔

اس کے علاوہ کافی علمائے دیوبند، تبلیغی جماعت، جماعتِ اسلامی، وہابیت، غیر مقلد، وغیرہ کے مزید علماؤں نے بھی توسل کیا ہے، جنکی مزید تفصیلات کے لئے مندرجہ بالا کتب سے رجوع کریں۔ ہر ثبوت کے ساتھ حوالہ بھی درج ہے۔

- کڑوا سچ (اس کتاب میں حوالہ جات اخباری تراشوں کے ساتھ ہیں۔)
- دعوتِ فکر (اس کتاب میں حوالہ جات کتابوں کے اقتباسات تراشوں کے ساتھ ہیں۔)

اس کے علاوہ "دیوبندی مذہب" "وہابی مذہب" "مقیاس حنفیت" "سفید و سیاہ، وغیرہ کا مطالعہ ازحد مفید رہے گا۔

نوٹ۔ اسی طرح مسلک اہلِ سنت کا مطالعہ کرنے کے لئے "جاء الحق" جو کہ انٹرنیٹ پر

http://www.dawateislami.net میں شائع ہو چکی ہے، اس کے علاوہ تحفظ عقائد اہل سنت، صراط الابرار، بیان حق کا مطالعہ کافی مفید رہے گا۔

حرفِ آخر: ﴿دیوبندیوں کا انگریزوں سے مدد مانگنا﴾

مسلمانوں کی وہ ادا جسے دیکھ کہ شرمائے یہود

کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالبؔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

انبیاء کرام واولیائے کرام سے مدد مانگنا تو ان کے نزدیک شرک ہے اگر چہ خود بھی انہی فعل مرتکب رہے جیسا کہ اوپر مذکورہ بحث میں اس کا ذکر ہوا، اب یہ بات بھی واضح کردی جاتی ہے کہ ان بدعقیدہ لوگوں نے چند امریکی پٹرو ڈالر کی بدولت نہ صرف اپنے عقائد کا سودا کیا بلکہ مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے کا بھی عزم کیا کہ یہ لوگ نہ صرف مسلمانوں کے دشمن ہیں بلکہ انگریزوں کے ایجنٹ بھی ہے، باقاعدہ انگریز حکومت کے یہ وظیفہ خور بھی رہ چکے ہیں جس کی مزید تفتیش وتحقیقات کے لئے مندرجہ بالا کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

﴿☆﴾ ہمفرے کے اعترافات،

﴿☆﴾ برطانوی مظالم کی کہانی،

﴿☆﴾ انگریز دوستوں کی کہانی انگریز دوستوں کی زبانی،